حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے

جنّتی والدین کریمین

حضرت سیدہ آمنہ بی بی (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کی قبر - بمقام:۔ ابوا شریف (جدّہ)

:- مصنف :-

خلیفۂ مفتی اعظم ہند، مناظر اہلسنت، ماہر رضویات، صاحب تصانیف کثیرہ،

حضرت علاّمہ عبد الستار ہمدانی "مصروف"

(برکاتی۔نوری)

پوربندر۔(گجرات)

ناشر:۔ مرکز اہل السنۃ برکات رضا

امام احمد رضا روڈ، پوربندر، گجرات

یہ کتاب مصنف کی تاریخی کتاب ''شمشیر حق یعنی دھماکہ''

کے عنوان نمبر:۲۹ میں مکمل شامل ہے۔

حضور اقدس، جان ایمان صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین حضرت عبداللہ اور حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے لے کر مردوں میں حضرت آدم علیہ الصلاۃ والسلام تک اور عورتوں میں حضرت حوّا رضی اللہ تعالیٰ عنہا تک تمام آباء واجداد وامہات موحد اور مؤمن تھے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے مؤمن اور جنتی والدین کریمین

------: مصنف :------

خلیفۂ مفتی اعظم ہند، مناظر اہلسنت، ماہر رضویات، صاحب تصانیف کثیرہ،

حضرت علاّمہ عبدالستار ہمدانی ''مصروفؔ'' (برکاتی۔نوری) پوربندر۔(گجرات)

------: ناشر :------

مرکز اہلسنت برکات رضا۔ پوربندر (گجرات) Mob :- 9879303557

جملہ حقوق برائے ناشر محفوظ

نام کتاب : حضور اقدس ﷺ کے مؤمن اور جنتی والدین کریمین۔ (اردو)

مصنف : مناظر اہلسنت، علامہ عبدالستار ہمدانی ''مصؔروف'' (برکاتی،نوری)

کمپوزنگ : مولانا حامد رضؔا غوثی - بنارسی - مرکز - پور بندر

تصحیح : علامہ ذکی رضؔا غوثی - بدایونی - مرکز - پور بندر

تزئین وسیٹنگ : حافظ محمد عمران حبیبی - احمد آبادی - مرکز - پور بندر

سن اشاعت : ۱ر دسمبر ۲۰۱۸ء، مطابق ۲۲ر ربیع الاول ۱۴۴۰ھ

ایڈیشن : اول - تعداد : ۱۱۰۰ (گیارہ سو)

--- : ملنے کے پتے : ---

(1) Mohammadi Book Depot. 523, Matia Mahal. Delhi

(2) Kutub Khana Amjadia. 425, Matia Mahal. Delhi

(3) Farooqia Book Depot. 422/C Matia Mahal. Delhi

(4) Maktaba-e-Raza. Dongri. Bombay

(5) New Silver Book Depot. Mohammad Ali Road. Bombay

(6) Maktaba-e-Rahmania. Opp: Dargah Aala Hazrat-Bareilly

(7) Kalim Book Depot. Khas Bazar, Tin Darwaja - Ahmedabad

(8) Noori Enterprise Opp : Dr. bipin vyas hospital - Anand

شرف انتساب

میں اپنی اس کاوش کو اپنے آقائے نعمت، تاجدار اہلسنت، شہزادۂ سیدنا سرکار اعلیٰ حضرت، ہم شبیہِ غوث اعظم، نائب امام اعظم، مظہر مجدد اعظم، سیدی وسندی وماوائی وملجائی

حضور مفتیٔ اعظمِ عالم حضرت مولانا مصطفیٰ رضا خاں قبلہ

علیہ الرحمۃ والرضوان

کی ذات بابرکات سے منسوب کرتا ہوں۔

جن کی ایک توجہ نے میرے دل کی دنیا بدل دی اور مجھے وہابیت کی گمراہی کے دلدل میں غرق ہونے سے بچا کر ایمان کی لازوال دولت عطا فرمائی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی رحمت کے بے شمار گل ان کے مرقد مقدس پر تاقیامت نازل ہوتے رہیں اور ان کے فیوض وبرکات سے ہم ہمیشہ مستفیض ومستفید ہوتے رہیں۔

آمین! بجاہ سید المرسلین علیہ افضل الصلاۃ والتسلیم۔

خانقاہ عالیہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ اور
خانقاہ نوریہ رضویہ بریلی شریف کا ادنیٰ سوالی
عبدالستار ہمدانی ''مصروف''
(برکاتی۔نوری)

۲۲/ربیع الاول ۱۴۴۰ھ،
مورخہ:۔ ۱/دسمبر ۲۰۱۸ء
بروز سنیچر

فہرست مضامین

''حضور اقدس ﷺ کے والدین کے ایمان کے متعلق''

یہ بات بھی نفسیاتی تجزیہ سے ثابت شدہ ہے کہ آدمی کو جس کسی کے ساتھ بھی اختلاف، عداوت، بغض وعناد ہوگا، اسکے تمام رشتہ دار اور قربت والے بھی اسے خراب نظر آئیں گے۔ لہذا وہ اختلاف وعداوت رکھنے والا جس کے ساتھ عداوت ہے اس کے خلاف زہر اگلنے کے ساتھ ساتھ اس کے رشتہ دار اور قرابت والے نفوس کے خلاف نازیبا، توہین آمیز اور ذلّت وگستاخی کے الفاظ کہنے اور لکھنے میں کسی قسم کی کوتاہی اور کمی نہیں کرتا۔ عداوت ودشمنی میں اس کی عقل میں فتور واقع ہو جاتا ہے اور اس کی سوچ و فکر کا رویّہ تہذیب ومتانت کو الوداع کر کے صرف اور صرف بغض وعناد کی نگاہ کا متحمل ہو کر تنقید وتذلیل کی ہی راہ اختیار کرتا ہے اور عیوب ونقائص کا ہی متلاشی رہتا ہے۔ لہذا وہ الزامات، افترا واتہامات کے نفاد کے سلسلہ میں اپنے فاسد مزاجی اور اختراعی ذہنیت کا دامن تھام کر جھوٹ، الزام، دروغ گوئی، کذب بیانی، چھل، مکر، فریب اور دھوکہ بازی کا ہی سہارا لیتا ہے اور اپنی بات کو راست و درست ثابت کرنے کی سعیٔ ناکام کرتا ہے۔

وہابی، نجدی، دیوبندی اور تبلیغی جماعت کے اکابر وپیشواؤں و نیز متبعین کے شریر دلوں میں **حضور اقدس، رحمت عالم** ﷺ کی عداوت ودشمنی ٹھانس کر بھری ہوئی ہے، وہ **نبی کریم** ﷺ اور آپ کے اعزاء واقرباء کی شان میں توہین وگستاخی کرنے

کا ایک بھی موقع نہیں چکتے ۔ بلکہ عام فہم باتوں اور معاملات میں بھی گھسیٹا گھساٹی اور کھینچا کھینچی و کھینچا تانی کر کے توہین، ذلت، نقص اور گستاخی کا پہلو ڈھونڈ ھ نکالتے ہیں۔ قرآنی آیات، احادیث کریمہ اور اقوال ائمہ دین کے من چاہے معنی، مطلب اور مفہوم اختراع کر کے **محبوب خدا** ﷺ کی شان میں توہین و تنقیص کے در پے رہتے ہیں۔ **حضور اقدس، جان ایمان** ﷺ کی شان میں بے ادبی اور گستاخی کرنے کے ساتھ ساتھ حضور اقدس ﷺ کے "**اَبَوَیْنِ کَرِیْمَیْن**" یعنی "مقدس ماں باپ" یعنی حضرت **عبداللہ** اور حضرت **آمنہ** رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی شان میں بھی گستاخی کرتے ہیں، لکھتے ہیں اور اپنی کتابوں کے ذریعہ اس کی نشر و اشاعت بھی کرتے ہیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے محبوب اعظم واکرم کے نور کو اپنے نور سے پیدا فرمایا ہے۔ امام اجل، سیدنا امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد اور سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے استاد اور امام بخاری و امام مسلم کے استاد الاستاد (دادا استاد) یعنی حافظ الاحادیث، احد العلام، **محدّث عبدالرزاق ابوبکر بن ہمام** نے اپنی مشہور کتاب "**مُصَنَّف عبدالرزاق**" میں حضرت سیدنا و ابن سیدنا **جابر بن عبداللہ انصاری** رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت فرمایا ہے کہ:۔

> **"قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ اَخْبِرْنِیْ عَنْ اَوَّلَ شَیْیءٍ خَلَقَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ قَبْلَ الْاَشْیَاءِ ⊙ قَالَ یَا جَابِرُ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالیٰ قَدْ خَلَقَ قَبْلَ الْاَشْیَاءِ نُوْرَ نَبِیِّکَ مِنْ نُوْرِہٖ"**

ترجمہ:۔ ''حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان! مجھے بتا دیجئے کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کیا چیز بنائی؟ ⊙ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: اے جابر! بے شک اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات سے پہلے تیرے نبی ﷺ کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا۔''

نوٹ:۔ اس حدیث کو مندرجہ ذیل جلیل القدر ائمہ ملت اسلامیہ نے اپنی معرکۃ الآراء اور معتمد و مستند و معتبر کتب میں صحیح اسناد سے روایت فرمایا ہے اور اس حدیث کو حسن و صالح، مقبول اور معتمد کہا ہے:۔

(۱) امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی شافعی نے ''**دَلَائِلُ النَّبُوَّة**'' میں۔

(۲) امام احمد بن محمد المصری القسطلانی نے ''**مَوَاهِبُ الَّدُنْيَهُ عَلَى الشَّمَائِلِ الْمُحَمَّدِيَة**'' میں۔

(۳) امام شہاب الدین احمد بن محمد بن حجر ہیتمی مکی نے اپنی کتاب ''**اَفْضَلُ الْقرٰی**'' میں۔

(۴) امام اجل، علامۃ الشّمس، محمد بن عبدالباقی، زرقانی نے اپنی کتاب ''**شَرحِ مَوَاهِبُ اللَّدُنيَهُ**'' میں۔

(۵) علامہ حسین بن محمد بن حسن دیار بکری نے اپنی کتاب ''**اَلْخَمِيْسُ فِیْ اَحْوَالِ النَّفْسِ نَفِيْس**'' میں۔

(۶) علامہ فاسی نے ''**مَطَالِعُ الْمَسَرَّاتُ**'' میں۔

(۷) شیخ محقق، شاہ محمد عبدالحق بن سیف الدین بن سعد اللہ ترک محدث دہلوی نے اپنی کتاب ''**مدارج النبوّۃ**'' (فارسی) میں۔

مندرجہ بالا حدیث سے ثابت ہوا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے محبوب اعظم واکرم، **حضور اقدس** صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کو اپنے نور سے پیدا فرمایا۔

- پھر وہ نور **حضرت آدم** علیہ الصلاۃ والسلام کی پیشانی میں جلوہ گر ہوا۔
- پھر وہ نور **حضرت ماں حوّا** رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شکم اطہر میں **منتقل** ہوا۔
- پھر وہ نور قرنًا بعد قرنٍ اور نسلًا بعد نسلٍ یعنی ہر زمانہ میں اور ہر نسل میں پاک پشتوں سے پاک رحموں میں **منتقل** ہوتا رہا۔
- پھر وہ نور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے والد ماجد **حضرت عبد اللہ** رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیشانی میں جلوہ فرما ہوا۔
- پھر وہ نور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ **حضرت آمنہ** رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شکم اطہر میں آیا۔
- پھر وہ نور اپنی نورانیت سے پوری کائنات کو جگمگانے کے لئے شکم مادر سے رونما ہو کر بشکل **حضرت محمد مصطفیٰ** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس عالم میں رُونما ہوا۔

اب ہم دو احادیث کریمہ **پیش خدمت** کرتے ہیں:۔

حدیث نمبر : ۱

حضرت ابو نعیم نے ''**دلائل النبوۃ**'' میں صحابیٔ رسول **حضرت عبد اللہ بن عباس**

رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت فرمایا ہے کہ **حضور اقدس، رحمت عالم** ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ:۔

"لَمْ اَزَلْ اُنْقَلُ مِنْ اَصْلَابِ الطَّاهِرِيْنَ اِلٰى اَرْحَامِ الطَّاهِرَاتِ"
ترجمہ:۔ "میں ہمیشہ پاک مردوں کی پشتوں سے پاک بیبیوں کے پیٹوں میں منتقل ہوتا رہا۔"

حدیث کا حوالہ:۔	**"شرح الزرقانی"**۔شارح:۔محمد بن عبدالباقی زرقانی، المتوفیٰ ۱۱۲۲ھ، ناشر:۔مطبع عامرہ۔قاہرہ (مصر)۔باب:۔ وفاۃ امہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ **جلد نمبر:۱، صفحہ نمبر:۲۰۴**
حدیث کا ترجمہ ماخوذ از:۔	**"شُمُوْلُ الْاِسْلَامِ لِاُصُوْلِ الرَّسُوْلِ الْكِرَامِ"** **مصنف:۔** امام احمد رضا محقق بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان

حدیث نمبر : ۲

صحابیٔ رسول، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ **حضور اقدس، رحمت عالم** ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ:۔

"لَمْ يَزَلِ اللّٰهُ يَنْقُلُنِيْ مِنَ الْاَصْلَابِ الْكَرِيْمَةِ وَالْاَرْحَامِ الطَّاهِرَةِ حَتّٰى اَخْرَجَنِيْ بَيْنَ اَبَوَيَّ"
ترجمہ:۔ "ہمیشہ اللہ عزوجل مجھے کرم والی پشتوں اور طہارت والے شکموں میں نقل فرماتا رہا۔ یہاں تک کہ مجھے میرے ماں باپ سے پیدا کیا۔"

◘ حدیث کا حوالہ:۔	''الشِّفَاء بِتَعْرِیْفِ حُقُوْقِ الْمُصْطَفٰی''۔ مصنف:۔ امام قاضی عیاض مالکی اندلسی، المتوفی ۵۴۴ھ، ناشر:۔شرکۃ صحافیہ۔سندھ (پاکستان) باب:۳، جلد:۱، صفحہ:۱۳۲
◘ حدیث کا ترجمہ ماخوذ از:۔	''شُمُوْلُ الْاِسْلَامُ لِاُصُوْلِ الرَسُوْلِ الْکِرَامِ'' مصنف:۔ امام احمد رضا محقق بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان

مندرجہ بالا دونوں حدیثوں سے ثابت ہوا کہ **حضور اقدس** ﷺ کے آباء واجداد اور امہات و جدات حضرت **آدم** علیہ الصلاۃ والسلام اور **حضرت حوّا** رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے لیکر حضور اقدس کے والدین کریمین **حضرت عبداللہ** اور **حضرت آمنہ** رضی اللہ تعالیٰ عنہما تک کے تمام مرد اور تمام عورتیں سب کے سب کفر وشرک کی گندگی سے پاک، صاف اور منزّہ تھے۔ علاوہ ازیں تمام کے تمام مُوَحِّد یعنی اللہ تعالیٰ کی توحید کے ماننے والے تھے اور عبادت گزار تھے۔ قرآن مجید کی ایک مقدس آیت اس پر شاہد عادل ہے۔

آیت:۔

''وَتَقَلُّبَکَ فِی السّٰجِدِیْنَ'' (پارہ:۱۹، سورۃ الشعراء، آیت:۲۱۹)

ترجمہ:۔ **''اور تیرا کروٹیں بدلنا سجدہ کرنے والوں میں۔''** (کنز الایمان)

تفسیر:۔

''امام فخر الدین رازی فرماتے ہیں کہ **حضور اقدس** ﷺ کا نور مبارک ساجدوں سے ساجدوں کی طرف منتقل ہوتا رہا۔ تو آیت اس بات پر

دلیل ہے کہ سب آبائے کرام مسلمین تھے۔ امام جلال الدین سیوطی نے اپنی کتاب "**اَلتَّعْظِیْمُ وَالْمِنَّۃُ فِیْ اَنَّ اَبْوَیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ فِی الْجَنَّۃِ**" میں امام فخر الدین رازی کی تصنیف جلیل "**اَسْرَارُ التَّنْزِیْل**" کے حوالے سے لکھا ہے کہ **حضور اقدس** صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین یعنی **حضرت عبداللہ** اور **حضرت آمنہ** جنتی ہیں۔

علاوہ ازیں قرآن مجید کی ایک آیت سے بھی یہ دلیل اخذ کی گئی ہے کہ ہرگز **حضور اقدس** صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین **کافر یا مشرک نہیں تھے**۔ قرآن شریف میں ہے کہ:۔

آیت:۔

"**اِنَّمَا الْمُشْرِکُوْنَ نَجَسٌ**" (پارہ:۱۰، سورۃ التوبہ، آیت:۲۸)
ترجمہ:۔ "**مشرک نرے ناپاک ہیں۔**" (کنزالایمان)

ثابت ہوا کہ تمام کفار و مشرکین نجس و ناپاک ہیں۔ لہذا اللہ تبارک وتعالیٰ نے جس "**نور محمد**" (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو اپنے نور سے پیدا فرمایا ہے، اس نور کو ہرگز اور کبھی بھی کسی کافر کے ناپاک جسم میں نہیں رکھے گا بلکہ اس مقدس نور کو ہمیشہ پاک جسموں میں ہی منتقل فرمائیگا۔ لہذا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین **حضرت عبداللہ** اور **حضرت آمنہ** سے لے کر **حضرت آدم** اور **حضرت حوّا** تک کے تمام آباء واجداد اور تمام امہات سب کے سب مسلمان تھے۔

امام اجل، حافظ الاحادیث، امام المفسرین، **امام جلال الدین سیوطی** (المتوفیٰ ۹۱۱ھ) نے **حضور اقدس** صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین حضرت عبداللہ اور حضرت آمنہ کے موحد، مسلمان اور جنتی ہونے کے ثبوت میں حسب ذیل کل چھ (٦) کتابیں تصنیف فرمائی ہیں:۔

(١) مَسَالِكُ الْحُنُفَاءُ فِیْ اِیْمَانِ وَالِدِیّ الْمُصْطَفیٰ

(٢) اَلتَّعْظِیْمُ وَالْمِنَّةُ فِیْ اَنَّ اَبْوَیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ فِیْ الْجَنَّةِ

(٣) نَشْرُالْعَالَمِیْنَ الْمُنِیْفِیْنَ فِیْ اَحْیَاءِ الْاَبْوَیْنِ الشَّرِیْفَیْنِ

(٤) اَلسُّبُلُ الْحُلِّیَهْ فِی الْاٰبَاءِ الْعَلْمِیَهْ

(٥) اَلْمَقَامَةُ السَّنَدِ سَیَةِ فِی النِّسْبَةِ الْمُصْطَفُوِیَةُ

(٦) اَلدَّرَجُ الْمُنِیْفَةِ فِیْ الْآبَاءِ الشَّرِیْفَةِ

مندرجہ چھ (٦) کتابوں کے ماحصل اور خلاصہ کے طور پر اردو زبان میں ایک تاریخی کتاب بنام **"شُمُوْلُ الْاِسْلَامُ لِاُصُوْلِ الرَسُوْلِ الْکِرَامِ"** ۱۳۱۵ھ میں اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت، **امام احمد رضا خاں محقق بریلوی** علیہ الرحمہ والرضوان نے تصنیف فرمائی ہے۔

لیکن.......

منافقین زمانہ وہابی دیوبندی جماعت کے علماء وعوام کا معاذ اللہ یہ فاسد عقیدہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین کافر تھے۔

وہابی دیوبندی جماعت کے امام ربانی اور نامنہاد مجدد اور پیشواء مولوی رشید احمد

گنگوہی نے حضور ﷺ کے والدین کریمین کے متعلق لکھا کہ معاذ اللہ ان کا انتقال حالت کفر میں ہوا ہے۔

''سوال: ہمارے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے والدین مسلمان تھے یا نہیں؟ جواب: حضرت ﷺ کے والدین کے ایمان میں اختلاف ہے۔ حضرت امام صاحب کا مذہب یہ ہے کہ ان کا انتقال حالتِ کفر میں ہوا ہے۔'' فقط
حوالہ:۔ (۱)''فتاوٰی رشیدیہ'' (کامل) ناشر :۔مکتبہ تھانوی۔دیوبند اور درسی کتب خانہ۔دہلی) صفحہ:۱۰۴ (۲)''فتاوٰی رشیدیہ''۔ناشر:۔کتب خانہ رحیمیہ۔دہلی۔سن طباعت ۱۹۶۲ء، جلد:۳،صفحہ:۳۲ (۳)''فتاوٰی رشیدیہ'' (کامل) ناشر :۔کتب خانہ رحیمیہ۔دیوبند(یو.پی.) صفحہ:۱۰۰ (۴)''فتاوٰی رشیدیہ''۔ ناشر:۔مکتبہ فقیہ الامت، دیوبند(یو.پی.) جلد: ۱، صفحہ:۱۵۳ (۵) ''فتاوٰی رشیدیہ'' ناشر :۔ ثاقب بک ڈپو، دیوبند(یو.پی.) صفحہ:۱۰۴ (۶) ''فتاوٰی رشیدیہ'' ناشر :۔ مکتبہ رحیمیہ، دیوبند(یو.پی.) صفحہ:۱۰۴

اس فتوے میں مولوی رشید احمد گنگوہی نے اپنی شقاوت قلبی اور عداوت نبی کا کھلم کھلا مظاہرہ کیا ہے۔سوال پوچھنے والے نے تو صرف اتنا ہی پوچھا تھا کہ ہمارے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے والدین مسلمان تھے یا نہیں ؟اس کا جواب اختصاراً یہ بھی ہوسکتا تھا کہ ''ہاں'' یا ''نہیں''۔لیکن گنگوہی صاحب نے والدین کریمین کے ایمان کی نفی یعنی انکار میں پہلے تو اختلاف کا شوشہ چھیڑتے ہوئے لکھا کہ ''والدین کے ایمان میں اختلاف ہے۔'' یہ نہیں لکھا کہ کیا اختلاف ہے؟ کس کا اختلاف

ہے؟ کیوں اختلاف ہے؟ نفی کرنے والوں کے کیا دلائل ہیں؟ اثبات کرنے والوں کے کیا دلائل ہیں؟ پھران دلائل پر نقد و جرح اور اس کا ماحصل کیا ہے؟ ان تمام ضروری اور لازمی اموروا صول سے صرفِ نظر کر کے صرف اتنا ہی لکھ دیا کہ ''**اختلاف ہے۔**'' پھر اپنی **بات** یعنی گپ کو موزوں اور مناسب و راست ٹھہرانے کے لئے دوسری گپ ماری کہ ''**ہمارے امام صاحب کا مذہب یہ ہے کہ**'' لکھ کر سائل کو مغالطہ اور شش و پنج یعنی فکر و اندیشہ میں مبتلاء کردیا ہے۔ امام صاحب کا نام تک نہیں لکھا۔ صرف ''**ہمارے امام صاحب**'' لکھ کر اپنے لئے راہ فرار کا چور دروازہ کھلا رکھا۔ کیونکہ ''ہمارے امام صاحب'' سے عام طور سے ذہن رئیس الفقہاء، **حضرت امام اعظم ابوحنیفہ** علیہ الرحمۃ والرضوان کی طرف ہی منتقل ہوتا ہے اور اس وجہ سے اگر کسی نے پوچھ لیا کہ بتاؤ، امام اعظم نے کہاں لکھا ہے؟ تو صاف مکر جاتے کہ ہم نے ''امام اعظم کا یہ مذہب ہے'' لکھا ہی نہیں بلکہ ہم نے تو یہ لکھا ہے کہ ''**ہمارے امام صاحب کا مذہب یہ ہے۔**'' اور اس سے **مراد امام اعظم ابو حنیفہ** نہیں ہے بلکہ فلاں فلاں ائمہ ہیں۔ اور ائمہ متقدمین و متاخرین میں سے کسی ایک کا بھی نام بتا دیتے ہیں۔ اور اگر اس پر بھی گرفت ہوئی اور جواب نہ بن پایا، تو ناچار اور مجبور و عاجز ہو کر اپنی جان چھڑانے کے لئے کہہ دیتے ہیں کہ ہمارے امام صاحب سے ہماری مراد ''**ہماری مسجد کے امام صاحب ہیں**'' اور اپنی بات کو ٹانگوں پر کھڑی رکھنے کے لئے ٹوٹی پھوٹی بیساکھی کا سہارا لیتے ہوئے **کسی وہابی مسجد کے سڑے ہوئے وہابی امام وخطیب کا نام بتادیں گے۔**

ایک اہم نکتہ کی طرف بھی قارئین کرام کی توجہ مُلتفت کرنا اشد ضروری ہے کہ حضور اقدس ﷺ کے والدین کریمین کے ایمان یا کفر کا مسئلہ کوئی معمولی بات نہیں کہ

بس پھٹاک سے کہہ دیا بلکہ اس کے نفی واثبات میں ڈھیر سارے دلائل و براہین درکار ہیں۔قرآن وحدیث سے استدلال واستنباط اور ملت اسلامیہ کے عظیم المرتبت ائمہ کرام کی معتبر ومعتمد ومستند کتب کے حوالے اور جزئیات نقل کرکے،تب کہیں جا کر کسی نتیجہ پر پہونچ کر حکم لکھا جا سکتا ہے اور وہ بھی ڈرتے اور جھجھکتے ہوئے۔لیکن سُر داس گنگوہی نے شریعت کو اپنے باپ دادا کی جاگیر سمجھ کر بغیر کسی دلیل وحوالہ کے لکھ مارا کہ **"ان کا انتقال حالت کفر میں ہوا ہے۔"** (معاذ اللہ)۔حالت کفر میں انتقال ہوا ہے کا صاف مطلب یہی ہے کہ وہ **"کافر ہوکر مرے ہیں۔"**

جیسا کہ اوراق سابقہ میں ہم نے قرآن وحدیث کے دلائل و براہین ساطعہ سے ثابت کر دیا ہے کہ **حضور اقدس** ﷺ کے والدین کریمین موحد مسلمان تھے اور کفر و شرک کی آلودگی وارتکاب سے پاک،صاف اور منزہ تھے۔

"حضور اقدس کا نسب سب نسب سے افضل اور حضور کے والد سب کے والد سے بہتر ہیں"

اب ہم ایک حدیث پیش خدمت کر رہے ہیں۔جس کو دیکھ کر اہل ایمان کے چہرے فرحت وسرور سے کھل اٹھیں گے اور گستاخوں کے چہرے سیاہ کالک کی طرح مکروہ اور مبغوض ہو جائیں گے:۔

”أَنَا مُحَمَّدُ، بْنُ عَبْدِ اللهِ، بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، بْنِ هاشم، بن عبد مناف، ابن قُصَیِّ، بْنِ كِلَابِ، بْنِ مُرَّةَ، بْنِ كَعْبِ، بْنِ لُؤَیِّ، بْنِ غَالِبِ، بْنِ فهر، ابن مَالِكِ، بْنِ النَّضْرِ، بْنِ كِنَانَةَ، بْنِ خُزَيْمَةَ، بْنِ مُدْرِكَةَ، بْنِ إِلْيَاسَ، بْنِ مُضَرَ، بْنِ نِزَارٍ .وَمَا افْتَرَقَ النَّاسُ فِرْقَتَيْنِ إِلَّا جَعَلَنِی اللهُ فِی خَيْرِهِمَا .فَأُخْرِجْتُ مِنْ بَيْنِ أَبَوَيْنِ، فَلَمْ يُصِبْنِی شَیْءٌ مِنْ عَهْدِ الْجَاهِلِيَّةِ .وَخَرَجْتُ مِنْ نِكَاحٍ، وَلَمْ أَخْرُجْ مِنْ سِفَاحٍ، مِنْ لَدُنْ آدَمَ، حَتَّى انْتَهَيْتُ إِلَى أَبِی وَأُمِّی، فَأَنَا خَيْرُكُمْ نَفْسًا،وَخَيْرُكُمْ أَبًا.“

حوالہ:۔

”**دلائل النبوة**“، المؤلف:أحمد بن الحسين بن علی بن موسى الخُسْرَوْجِردی الخراسانی، أبو بكر البيهقی (المتوفىٰ ۴۵۸ھ)، الناشر:۔ دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة :الأولى ۱۴۰۸ھ، ۱۹۸۸م، **المجلد الأول، الصفحه:۱۷۴**

ترجمہ:۔

”میں ہوں محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم، یوں ہی اکیس پشت تک نسب نامہ مبارک بیان کرکے فرمایا کبھی لوگ دوگروہ نہ ہوئے مگر مجھے اللہ تعالیٰ نے بہتر گروہ میں کیا،تو میں اپنے ماں باپ

سے ایسے پیدا ہوا کہ زمانہ جاہلیت کی کوئی بات مجھ تک نہ پہنچی اور میں خالص نکاح صحیح سے پیدا ہوا۔ آدم سے لے کر اپنے والدین تک، تو میرا نفس کریم تم سب سے افضل اور میرے باپ تم سب کے آبا سے بہتر۔"

ترجمہ ماخوذ از:۔ "شمول الاسلام لاصول الرسول الکرام"
مصنف:۔ امام احمد رضا محقق بریلوی علیہ الرحمہ والرضوان

▣ اس حدیث شریف میں حسب ذیل باتیں قابل غور و توجہ ہیں:۔

(۱) **حضور اقدس، رحمت عالم** صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا نسب نامہ اکیس (۲۱) پشت تک بیان فرمانے کے بعد عام نفی یعنی انکار فرمایا کہ زمانۂ جاہلیت کی کسی بھی بات نے آپ کے نسب اقدس میں کوئی راہ نہ پائی۔ جس کا صاف مطلب یہ ہوتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام آباء و اجداد اور سب امہات (مائیں) زمانۂ جاہلیت کے باطل عقائد کفریہ و شرکیہ اور تمام افعال قبیحہ یعنی زنا، جوا، چوری، شراب نوشی وغیرہ سے محفوظ اور پاک تھے۔

(۲) اس حدیث میں یہ بھی ارشاد فرمایا کہ **"میرے باپ تم سب کے آباء سے بہتر"** یعنی تم سب کے باپوں (آباء) سے میرے والد ماجد بہتر ہیں۔ اگر معاذ اللہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کافر ہوتے، جیسا کہ دور حاضر کے وہابیوں اور دیوبندیوں کا عقیدہ ہے، تو حضور اقدس کے والدین عامۃ المسلمین کے مسلمان آباء یعنی باپ دادا سے بھی افضل نہیں ہو سکتے کیونکہ کافر چاہے کتنا ہی

صاحب مال، ذی جاہ وحشمت، اہل علم اور فنکار ہو، اسے کسی مزدور قسم کے مؤمن پر بھی فضیلت حاصل نہیں ہوسکتی۔ لہذا ثابت ہوا کہ حضور اقدس ﷺ کے آباء واجداد تمام مسلمانوں کے آباء واجداد سے افضل ہیں اور یہ افضلیت صرف ایمان کی حالت میں ہی حاصل ہوسکتی ہے۔ حالت کفر میں ہرگز فضیلت حاصل نہیں ہوسکتی۔

''وضع رسالت کے لئے اعلیٰ ہی نسب''

رسالت کا منصب کوئی معمولی منصب نہیں۔ اس لئے **اللہ تعالیٰ** نے کبھی بھی کسی بھی رذیل، سفلہ، کمینہ، کم ذات قوم کے شخص کو رسالت کے منصب پر مُتمکّن نہیں فرمایا بلکہ معزز، محترم اور شریف قوم کے افراد کو ہی منصب رسالت کے لئے انتخاب فرمایا ہے۔

آیت:۔

''اَللّٰہُ اَعْلَمُ حَیْثُ یَجْعَلُ رِسٰلَتَہٗ'' (پارہ:۸، سورہ الانعام، آیت:۱۲۴)
ترجمہ:۔ **''اللہ خوب جانتا ہے جہاں اپنی رسالت رکھے۔''** (کنزالایمان)
تفسیر :۔ ''یعنی اللہ جانتا ہے کہ نبوت کی اہلیت اور اس کا استحقاق (حق دار ہونا) کس کو ہے اور کس کو نہیں۔ عمر (Age) اور مال سے کوئی نبوت کا مستحق نہیں ہوسکتا۔'' (تفسیر خزائن العرفان)

مندرجہ بالا آیت کریمہ شاہد ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہمیشہ عزت وکرامت وشرافت اوراحترام والی قوم کے خاندان کے فرد کو ہی نبوت اور رسالت کے منصب یعنی عہدے اور درجہ پر منتخب فرمایا ہے اور کبھی بھی کسی ہلکی اور رذیل قوم کے افراد میں رسالت نہیں رکھی۔ اور کفر وشرک سے زیادہ رذیل کیا کام ہے؟ لہذا اللہ تعالیٰ کفر وشرک کی گندگی سے آلودہ قوم میں کبھی بھی نور رسالت ودیعت یعنی سپردگی کرنا نہیں فرمائے گا۔ کیونکہ کفار اور مشرکین اللہ کے غضب اور لعنت کے مستحق ہیں اور نور رسالت کے لئے اللہ کی رضا، رحمت، نعمت اور برکت درکار ہے، لہذا نور رسالت ہمیشہ پاک، صاف، طیب، طاہر، منزہ اور ایمان والی پشتوں سے ایمان والے رحموں میں ہی منتقل ہوا۔ یہاں تک حضور **اقدس** صلی اللہ علیہ وسلم کو ایمان والے اور جنتی ماں۔ باپ سے پیدا فرمایا۔

> **”حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلۂ نسب میں جتنے بھی آباء و امہات حضرت آدم سے حضرت حوّا تک میں کوئی بھی کافر نہ تھا۔“**

آج سے تقریباً پونے پانچ سو **(475)** سال پہلے ملت اسلامیہ کے عظیم المرتبت امام ابن حجر مکی علیہ الرحمۃ والرضوان نے اس مسئلہ کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ:۔

”اِنَّ اٰبَاءَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرُ الْاَنْبِيَاءِ وَاُمَّهَاتِهِ اِلٰى اٰدَمَ وَحَوَاءَ لَيْسَ فِيْهِمْ كَافِرٌ لِاَنَّ الْكَافِرَ لَا يُقَالُ فِيْ حَقِّهِ اِنَّهُ مُخْتَارٌ وَلَا كَرِيْمٌ ،وَلَا طَاهِرٌ ،بَلْ نَجِسٌ ،وَقَدْ صَرَّحَتِ الْاَحَادِيْثُ بِاَنَّهُمْ مُخْتَارُوْنَ وَاَنَّ الْاٰبَاءَ كِرَامٌ، وَالْاُمَّهَاتِ طَاهِرَاتٌ ،وَاَيْضًا قَالَ تَعَالٰى وَتَقَلُّبَكَ فِيْ السّٰجِدِيْنَ عَلٰى اَحَدِ التَّفَاسِيْرِ فِيْهِ اَنَّ الْمُرَادَ تَنَقُّلُ نُوْرُهُ مِنْ سَاجِدٍ اِلٰى سَاجِدٍ وَحِيْنَئِذٍ فَهٰذَا صَرِيْحٌ فِيْ اَنَّ اَبَوَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اٰمِنَةَ وَعَبْدُ اللّٰهِ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ لِاَنَّهُمَا اَقْرَبُ الْمُخْتَارِيْنَ لَهُ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهٰذَا هُوَ الْحَقُّ، بَلْ فِيْ حَدِيْثٍ صَحَّحَهُ غَيْرُ وَاحِدٍ مِنَ الْحُفَّاظِ وَلَمْ يَلْتَفِتُوْا لِمَنْ طَعَنَ فِيْهِ .اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى اَحْيَاهُمَا فَاٰمَنَا بِهٖ. “

حوالہ:۔

”اَفْضَلُ الْقُرٰى لِقَرَّاءِ اُمِّ الْقُرٰى“، مصنف: امام احمد بن محمد بن حجر مکی علیہ الرحمہ، (المتوفی ۹۷۴ھ) ناشر: المجمع الثقافی، ابوظبی، جلد اول، صفحہ: ۱۵۱

ترجمہ:۔

”یعنی نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے سلسلہ نسب میں جتنے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام ہیں وہ تو انبیاء ہی ہیں، ان کے سوا حضور کے جس قدر اباء وامہات آدم وحواء علیہما الصلوٰۃ والسلام تک ہیں، ان میں کوئی

کافر نہ تھا کہ کافر کو پسندیدہ یا کریم یا پاک نہیں کہا جا سکتا اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے آباء و امھات کی نسبت حدیثوں میں تصریح فرمائی گئی کہ وہ سب پسندیدۂ بارگاہ الٰہی ہیں، آباء سب کرام، مائیں سب پاکیزہ ہیں اور آیہ کریمہ وَتَقَلُّبَکَ فِیْ السّٰجِدِیْنَ (اور نمازیوں میں تمھارے دورے کو) کی بھی ایک تفسیر یہی ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نور ایک ساجد سے دوسرے ساجد کی طرف منتقل ہوتا آیا۔ تو اب اس سے صاف ثابت ہے کہ حضور کے والدین حضرت آمنہ و حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما اہل جنت ہیں کہ وہ تو ان بندوں میں ہیں جنھیں اللہ عزوجل نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے چنا تھا۔ سب سے قریب تر ہیں، یہی قول حق ہے بلکہ ایک حدیث میں جسے متعدد حافظان حدیث نے صحیح کہا اور اس میں طعن کرنے والے کی بات کو قابل التفات نہ جانا، تصریح فرمائی ہے کہ اللہ عزوجل نے والدین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے زندہ فرمایا۔ یہاں تک کہ وہ حضور پر ایمان لائے۔

ترجمہ ماخوذ از:۔ ''شمول الاسلام لاصول الرسول الکرام''

مصنف:۔ امام احمد رضا محقق بریلوی علیہ الرحمہ والرضوان

امام احمد بن محمد بن حجر مکی علیہ الرحمۃ والرضوان کی معرکۃ الآراء کتاب "اَفْضَلُ الْقُرٰی" کے مندرجہ بالا اقتباس سے والدین کریمین کے مؤمن اور جنتی ہونے کا مسئلہ بالکل صاف اور یقین کے درجہ میں محقق ہوگیا۔

"حضور اقدس کے والدین کا پھر زندہ ہونا، حضور پر ایمان لانا اور درجۂ صحابیت پا کر پھر قبر میں آرام فرمانا"

حدیث:۔

"رَوَی الْمُحِبُّ الطِّبَرِیُ فِیْ ذَخَائِرِ الْعُقْبٰی بِسَنَدِہٖ عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا اَنَّھَا قَالَتْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نزَلَ الْحُجُوْنَ کَئِیْبًا حَزِیْنًا فَأَقَامَ بِہٖ مَا شَاءَ اللّٰہُ ثُمَّ رَجَعَ مَسْرُوْرًا قَالَ سَأَلْتُ رَبِّی فَأَحْیَالِیْ أُمِّی فَآمَنَتْ بِیْ ثُمَّ رَدَّھَا وَرَوَاہُ أَبُوْ حَفْصِ بْنُ شَاھِیْنَ فِیْ کِتَابِ النَّاسِخِ وَالْمَنْسُوْخِ لَہُ بِلَفْظٍ قَالَتْ عَائِشَۃُ حَجَّ بِنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَجَّۃَ الْوَدَاعِ فَمَرَّ بِیْ عَلٰی عَقَبَۃِ الْحُجُوْنِ وَھُوَ بَاکٍ حَزِیْنٌ مُغْتَمٍّ فَبَکَیْتُ لِبُکَائِہٖ ثُمَّ اَنَّہُ نَزَلَ فَقَالَ یَا حُمَیْرَاءُ اسْتَمْسِکِیْ فَاسْتَنَدْتُ اِلٰی جَنْبِ الْبَعِیْرِ فَمَکَثَ مَلِیًا ثُمَّ عَادَ اِلَیَّ وَھُوَ مُتَبَسِّمٌ فَقَالَ ذَھَبْتُ لِقَبْرِ أُمِّیْ فَسَأَلْتُ رَبِّیْ أَنْ یَّحْیِیَھَا فَأَحْیَاھَا

فَآمَنَتْ بِیْ وَکَذَا رُوِیَ مِنْ حَدِیْثِ عَائِشَةَ أَیْضًا أَحْیَا اللّٰہُ أَبَوَیْهِ حَتّٰی آمَنَا بِهٖ أَوْرَدَهُ السُّهَیْلِیُّ فِیْ شَرْحِ السِّیْرَةِ وَالْخَطِیْبُ فِیْ السَّابِقِ وَاللَّاحِقِ وَابْنُ شَاهِیْنَ فِی النَّاسِخِ وَالْمَنْسُوْخِ وَالدَّارُقُطْنِیُّ وَابْنُ عَسَاکِرُ کِلَاهُمَا فِیْ غَرَائِبِ مَالِکِ وَالْبَغْوِیُّ فِیْ تَفْسِیْرِهٖ وَالْمُحِبُّ الطِّبْرِیُّ فِیْ خُلَاصَةِ السَّیْرِ"

حوالہ:۔

"**تاریخ الخمیس فی أحوال أنفس النفیس**"، مؤلف: حسین بن محمد بن الحسن الدِّیار بَکْری (المتوفی ۹۶۶ھ)، ناشر: دارصادر بیروت، باب: احیاء أبویه صلّی الله علیه وسلم، **جلداول، صفحہ: ۲۳۰**

ترجمہ:۔

''محبّ طبری نے اپنی سند سے ذخائر عقبی میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے، آپ فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ وادی حجون میں غمگین اور افسردہ حالت میں اترے اور جتنا اللہ رب العزت نے چاہا اتنا آپ نے قیام فرمایا، پھر خوش ہوکر لوٹے اور ارشاد فرمایا کہ میں نے اپنے رب سے سوال کیا تو اس نے میرے لیے میری والدہ کو زندہ فرمایا۔ تو وہ مجھ پر ایمان لائیں، پھر اللہ نے انہیں واپس لوٹا دیا۔ اور اس کو ابوحفص بن شاہین نے اپنی کتاب ''ناسخ منسوخ'' میں اپنے الفاظ کے ذریعہ بیان فرمایا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ

حضور اکرم ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر ہمارے ہمراہ حج فرمایا۔ حضور وادی حجون میں میرے پاس سے اس حالت میں گزرے کہ آپ کی چشمان مبارکہ سے اشک رواں، آپ افسردہ اور پریشانی کے عالم میں تھے، تو آپ کے رونے کی وجہ سے میں بھی رونے لگی۔ پھر آپ نے تشریف فرما ہوکر ارشاد فرمایا: اے حمیرا! اب بس کرو۔ تو میں اونٹ سے ٹیک لگا کر کھڑی ہوگئی، کچھ دیر ٹھہرنے کے بعد حضور مسکراتے ہوئے میری طرف تشریف لائے اور ارشاد فرمایا کہ: میں اپنی والدہ کی قبر پر گیا، میں نے اپنے رب سے ان کو زندہ کرنے کی گزارش کی، تو اللہ رب العزت نے انہیں زندہ فرمایا اور وہ مجھ پر ایمان لائیں۔''

حضور اقدس، رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے والدین کریمین **حضرت عبداللہ** اور **حضرت آمنہ** رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا انتقال زمانۂ اسلام سے پہلے ہوا تھا۔ اس وقت تک وہ صرف ''**اہل توحید**'' اور ''**اَھْلِ لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ**'' تھے۔ یعنی ''**موحد**'' تھے۔ اسکے بعد **اللہ تبارک وتعالیٰ** نے اپنے محبوب اعظم و اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے صدقے اور طفیل میں اتمام نعمت و رحمت کے لئے انہیں ''**اصحاب کہف**'' کی طرح زندہ فرمایا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم پر ایمان لاکر ''شرفِ صحابیت'' پانے کے بعد دوبارہ اپنی قبروں میں آرام فرما ہوئے۔ کیسا حسین اتفاق ہے کہ والدین کریمین کا دوبارہ

زندہ ہونا، حجۃ الوداع میں واقع ہوا اور تب قرآن مجید پورا اور کامل نازل ہو چکا اور آیت مقدسہ "**اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ**" (پارہ:٦، سورۃ مائدہ، آیت:٣) ترجمہ:۔ "**آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی۔**" (کنزالایمان) نازل ہو چکی تھی اور "**رَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا**" کے جلوے آشکار ہو کر دین الٰہی کو تام اور کامل فرما دیا تھا، تا کہ دین کی تکمیل کے بعد والدین کریمین کا پھر زندہ ہو کر ایمان لانا پورے دین اسلام کی شریعت کاملہ پر ایمان لانا واقع ہو۔

حضور اقدس رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین کے مومن اور جنتی ہونے پر ملت اسلامیہ کے جن اجلہ ائمہ کبار اور اعاظم علماء نامدار نے تائید اور توثیق فرمائی ہے ان کے اسماء گرامی حسب ذیل ہیں۔

(١) امام ابو حفص عمر بن احمد بن شاہین۔ جن کی علوم دینیہ میں تین سو تیس تصانیف ہیں۔

(٢) شیخ المحدثین، احمد خطیب علی البغدادی۔

(٣) حافظ الشان، محدث ماہر امام ابوالقاسم علی بن حسن ابن عساکر۔

(٤) امام اجل، ابوالقاسم عبدالرحمٰن بن عبداللہ سہیلی صاحب الروض۔

(٥) حافظ الحدیث، امام محبّ الدین طبری (علماء فرماتے ہیں، بعد امام نووی کے ان کا مثل علم حدیث میں کوئی نہ ہوا۔)

(٦) امام علامہ ناصر الدین ابن المنیر ۔ صاحب شرف المصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

(٧) امام حافظ الحدیث، ابوالفتح محمد بن محمد ابن سید الناس صاحب عیون الاثر۔

(٨) علامہ صلاح الدین صفدی۔

(۹) حافظ الشان، شمس الدین محمد ابن ناصر الدین دمشقی۔

(۱۰) شیخ الاسلام حافظ الشان امام شہاب الدین احمد ابن حجر عسقلانی۔

(۱۱) امام حافظ الحدیث ابوبکر محمد بن عبداللہ اشبیلی ابن العربی مالکی۔

(۱۲) امام ابوالحسن علی بن محمد ماوردی بصری۔ صاحِب الحاوی الکبیر۔

(۱۳) امام ابوعبداللہ محمد بن خلف۔ شارح صحیح مسلم۔

(۱۴) امام عبداللہ محمد بن احمد بن ابوبکر قرطبی۔ صاحِب تذکرہ۔

(۱۵) امام المتکلمین فخر المدققین فخر الدین محمد بن عمر الرازی۔

(۱۶) امام علامہ زین الدین مناوی۔

(۱۷) خاتم الحفاظ مجدد القران امام العاشر امام جلال الملۃ والدین عبدالرحمٰن ابن ابی بکر سیوطی۔

(۱۸) امام حافظ شہاب الدین احمد بن حجر ہیتمی مکی۔ صاحِب افضل القرٰی وغیرہ۔

(۱۹) شیخ نور الدین علی الجزار مصری۔ صاحِب رسالہ **تحقیق آمال الراجین فی ان والدی المصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بفضل اللہ تعالٰی فی الدارین من الناجین۔**

(۲۰) علامہ ابوعبداللہ محمد ابن ابی شریف حسنی تلمسانی۔ شارح شفاء شریف۔

(۲۱) علامہ محقق سنوسی۔

(۲۲) امام اجل عارف باللہ سیدی عبدالوہاب شعرانی۔ صاحِب الیواقیت والجواہر۔

(۲۳) علامہ احمد بن محمد بن علی بن یوسف فاسی۔ صاحب مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات۔

(۲۴) خاتمۃ المحققین علامہ محمد بن عبدالباقی زرقانی۔ شارح المواہب۔

(۲۵) امام اجل فقیہ اکمل محمد بن محمد کردری بزازی۔ صاحِب المناقب۔

(۲۶) زین الفقہ علامہ محقق زین الدین ابن نجیم مصری۔ صاحِب الاشباہ والنظائر۔

(۲۷) علامہ سید احمد حموی۔ صاحِب غمز العیون والبصائر۔

(۲۸) علامہ حسین بن محمد بن حسن دیاربکری۔ صاحِب الخمیس فی انفس نفیس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

(۲۹) علامہ محقق شہاب الدین احمد خفاجی مصری۔صاحِب نسیم الریاض۔

(۳۰) علامہ طاہر فتنی۔صاحِب مجمع بحار الانوار۔

(۳۱) شیخ شیوخ علماء الہند مولانا عبدالحق محدث دہلوی۔

(۳۲) مولانا بحر العلوم ملک العلماء عبد العلی۔صاحِب فواتح الرحموت۔

(۳۳) علامہ سید احمد مصری طحطاوی۔محشی درمختار۔

(۳۴) علامہ سید ابن عابدین امین الدین محمد آفندی شامی۔صاحِب ردالمختار وغیرہم

من العلماء الکبار والمحققین الاخیار علیھم رحمة الملک العزیز الغفار

مندرجہ بالا علمائے کبار اور محققین اختیار علیہم رحمۃ الملک العزیز الغفار کے علاوہ مندرجہ ذیل عظیم المرتبت ائمہ ملت اسلامیہ نے نصوص قاہرہ سے **حضور اقدس، رحمت عالم** صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے تمام آباء و امہات کا ''ناجی'' یعنی نجات پانے والے اور مغفرت کئے ہوئے ثابت فرمایا ہے۔ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں:۔

(۱) حجت الاسلام محمد بن محمد بن محمد المعروف امام غزالی

(۲) امام ابن سمعانی (۳) امام کیاہراسی

(۴) امام اجل قاضی ابوبکر باقلانی (۵) امام مجتہد سیدنا امام شافعی

(علیہم الرحمۃ والرضوان)

علاوہ ازیں آفتاب نیم روز کی طرح ثابت شدہ ہے بلکہ بالاجماع یعنی باتفاق رائے تمام ائمۂ **اشاعرہ** اور ائمہ **ماتریدیہ** اور مشائخ بخاریٰ تک سب کا یہی مقتضیٰ یعنی مطلب اور مراد ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین ناجی یعنی جنتی اور بخشے ہوئے ہیں۔

”حضرت آمنہ نے انتقال کے وقت توحید، رسالت، دین ابراہیم کا اقرار اور بتوں کی مذمت فرمائی“

امام ابونعیم نے اپنی کتاب ”دلائل النبوۃ“ میں بطریق محمد بن شہاب الزہری، اُمِّ سماعہ اسماء بنت ابی رحم سے اور وہ اپنی والدہ سے روایت کرتی ہیں کہ وہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے انتقال کے وقت حضرت آمنہ کے پاس حاضر تھیں۔ اس وقت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کم سِن بچے تقریباً پانچ سال کی عمر شریف میں تھے اور آپ اپنی والدہ حضرت آمنہ کے سرہانے تشریف فرما تھے۔ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے لختِ جگر و نورِ نظر کریم بیٹے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف نظر کی اور پھر اپنے لختِ جگر کو مخاطب کر کے فرمایا کہ:۔

- بَارَکَ فِیْکَ اللّٰہُ مِنْ غُلَامٖ ÷ یَا ابْنَ الَّذِیْ مِنْ حَوْمَۃِ الْحِمَامٖ
- نَجَابِعَوْنِ الْمَلِکِ الْمِنْعَامٖ ÷ فَوْدِیَ غَدَاۃَ الضَّرْبِ بِالسِّھَامٖ
- بِمَائَۃٍ مِنْ اِبِلٍ سُوَّامٖ ÷ اِنْ صَحَّ مَا اَبْصَرْتُ فِیْ الْمَنَامٖ
- فَاَنْتَ مَبْعُوْثٌ اِلَی الْاَنَامٖ ÷ مِنْ عِنْدِ ذِی الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامٖ
- تُبْعَثُ فِی الْحِلِّ وَفِی الْحَرَمٖ ÷ تُبْعَثُ فِی التَّحْقِیْقِ وَالْاِسْلَامٖ
- دِیْنُ اَبِیْکَ الْبَرِّ اِبْرَاھِیْمٖ ÷ فَاللّٰہُ اَنْھَاکَ عَنِ الْاَصْنَامٖ

اَنْ لَّا تُوَالِیَھَا مَعَ الْاَقْوَامٖ

حوالہ:۔

(۱) ”**اَلْمَوَاهِبُ اللَّدُنِيَه بِالْمِنَحِ الْمُحَمَّدِيَهْ**“ مصنف:۔علامہ شہاب الدین احمد بن محمد قسطلانی (المتوفی ۹۲۳ھ)، المقصد الاول، ناشر:۔ المکتب الاسلامی۔ بیروت (لبنان) **جلد:۱، صفحہ: ۱۶۹**

(۲) ”**شَرْحُ الزُّرْقَانِی عَلَی الْمَوَاهِبُ**“ مصنف:۔ محمد بن عبد الباقی الزرقانی (المتوفی ۱۱۲۲ھ)، المقصد الاول، ناشر:۔مطبع عامرہ۔قاہرہ (مصر) باب:۔وفاۃ امہ صلی اللہ علیہ وسلم، **جلد:۱، صفحہ: ۱۹۳**

(۳) ”**اَلْمَوَاهِبُ اللَّدُنِيَه بِالْمِنَحِ الْمُحَمَّدِيَهْ**“ مصنف:۔علامہ شہاب الدین احمد بن محمد قسطلانی ، المقصد الاول، باب:۔ ذکروفاۃ آمنہ، ناشر:۔ مرکز اہلسنت برکات رضا۔پوربندر(گجرات)**جلد:۱، صفحہ: ۱۶۹**

(۴) ”**شَرح العلامة الزرقانی**“ مصنف:۔ امام محمد بن عبد الباقی الزرقانی (المتوفی ۱۱۲۲ھ)، المقصد الاول،باب:۔وفاۃ امہ صلی اللہ علیہ وسلم ،ناشر:۔ مرکز اہلسنت برکات رضا۔پوربندر(گجرات)**جلد:۱،صفحہ: ۳۱۰**

◘ مندرجہ بالا عربی اشعار کا اردو زبان میں ترجمہ:۔

”اے ستھرے لڑکے! اللہ تجھ میں برکت رکھے۔اے بیٹے! ان کے جنھوں نے مرگ کے گھیرے سے نجات پائی۔بڑے انعام والے بادشاہ اللہ عزوجل کی مدد سے۔جس صبح کو قرعہ ڈالا گیا، ایک سو(۱۰۰) بلند اونٹ ان کے فدیہ میں قربان کئے گئے۔اگر وہ ٹھیک اُترا، جو میں نے خواب دیکھا ہے،تو اے بیٹے! تو سارے جہان کی طرف پیغمبر بنایا جائے گا۔جو تیرے نیکوکار باپ ابراہیم کا دین ہے۔میں اللہ کی قسم دے کر تجھے بتوں سے منع کرتی ہوں کہ قوموں کے ساتھ ان کی دوستی نہ کرنا۔“

حضرت خاتونِ مقدس آمنہ رضی اللہ تعالی عنہ کی مندرجہ بالا وصیت کے ہر جملے کو خوب غور وفکر سے پڑھو۔ یہ وصیت آپ نے دنیا سے رخصت ہوتے وقت، اپنے لخت جگر نور نظر صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو فرمائی تھی۔ اس مبارک وصیت میں حسب ذیل امور قابل غور والتفات ہیں:۔

- رب تبارک وتعالیٰ کی توحید کا اقرار۔
- کفر، شرک اور بت پرستی کا کھلا ردو ابطال۔
- ملتِ پاکِ **حضرت ابراہیم** علیہ الصلاۃ والسلام کا اقرار۔
- **حضور پور نور، سید المرسلین** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بعثت عامہ کا بیان کے ساتھ آپ کی رسالت کا اعتراف۔

اب کہیئے ایمان کامل کسے کہتے ہیں؟

حضرت آمنہ رضی اللہ تعالی عنہا کے ایمانِ توحید ورسالت اور اجتناب عن الشرک اور ردبُت پرستی سے آفتاب سے بھی زیادہ روشن ثبوت دستیاب ہونے کے باوجود منافقین زمانہ یعنی وہابی دیوبندی جماعت کے کٹ ملانے پیشوا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شان میں کفر کا الزام صادر کرکے آپ کے لخت جگر اور جان ایمان صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی ایذاء رسائی کا گناہِ عظیم کا ارتکاب کرتے ہیں اور قرآن مجید کے ارشاد کے مطابق جہنم کے دردناک عذاب کے حق دار بنتے ہیں:۔

آیت:۔ ’’وَالَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰہِ لَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ‘‘
(پارہ:۱۰، سورۃ التوبہ، آیت:۶۱)

ترجمہ:۔ ''اور وہ جو رسول اللہ کو ایذاء دیتے ہیں، ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔'' (کنزالایمان)

منافقین زمانہ فرقۂ وہابیہ دیوبندیہ کے علماء و عوام کی عقل کا چراغ گل ہوگیا ہے اور اوسان خطا ہو جانے کے عالم میں حواس باختہ ہو کر **حضور اقدس، رحمت عالم** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے والدین کریمین کے ایمان میں شک و شبہ کرتے ہیں۔ بلکہ معاذ اللہ کھلے لفظوں میں انہیں کافر کہتے ہیں۔ جیسا کہ وہابی دیوبندی جماعت کے امام ربانی **مولوی رشید احمد گنگوہی** نے اپنے بے تکے فتاویٰ کے مجموعہ **''فتاویٰ رشیدیہ''** مبوب کے صفحہ نمبر: ۱۰۴ پر صاف بکواس کرتے ہوئے لکھ مارا ہے کہ **''ان کا انتقال حالت کفر میں ہوا ہے۔''** (معاذاللہ)

''مولوی اشرف علی تھانوی کی والدین کریمین کی شانِ عالی میں بکواس''

صرف مولوی رشید احمد گنگوہی ہی نہیں بلکہ وہابی دیوبندی جماعت کے نام نہاد مجدد اور جاہل حکیم الامت **مولوی اشرف علی تھانوی** بھی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے والدین کریمین کے ایمان کے منکر ہیں بلکہ ان کا بھی یہی اعتقاد ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے والدین کریمین کافر تھے۔ لیکن تھانوی صاحب اپنی لُچّہ فطرت اور ٹھگ

عادت کی بنا پر گنگوہی صاحب کی طرح کھلے لفظوں میں والدین کریمین کو کافر نہیں کہتے بلکہ بند لفظوں میں کافر کہتے ہیں۔

مولوی اشرف علی تھانوی کے ملفوظات کا مجموعہ ''الکلام الحسن'' کی ایک عبارت بطور حوالہ پیش خدمت ہے:۔

''فرمایا میں حضرت ابو طالب کو بلا لفظ حضرت کے ذکر نہیں کرتا، صرف اس تلبس کی وجہ سے جوان کو حضور پُر نور سرور کائنات ﷺ سے ہے اور اسی کے تعلق کے سبب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کے والدین کے بارے میں گفتگو کرنے کو بہت خطرناک سمجھتا ہوں، کیونکہ ایک حدیث میں آیا ہے۔ لَا تَسُبُّـو الْاَمْـوَاتَ فَتُـوذُو الْاَحْیَـآءَ۔ اور ظاہر ہے کہ کسی کے والدین کو یہ کہنا کہ یہ بدمعاش، کافر تھے، اس سے اولاد کو طبعی طور پر رنج ہوتا ہے، اس قاعدہ سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کو بھی رنج ہوتا ہوگا۔ اور قرآن شریف میں ہے ''اِنَّ الَّـذِیْـنَ یُـوْذُوْنَ اللّٰـہَ وَ رَسُوْلَـہٗ'' الآیۃ۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والدین کے بارے میں بلاضرورت گفتگو کرنا، باعث تاذئ رسول ہے۔''

حوالہ:۔

(۱) ''الکلام الحسن'' ناشر :۔ مکتبہ تالیفات اشرفیہ، مظفر نگر، دیوبند۔ (یو. پی.)
قسط: ۹، ملفوظ: ۱۲، صفحہ: ۱۰

اس عبارت میں تھانوی صاحب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے والدین کریمین کو معاذ اللہ کافر کہہ کر اپنا دامن جھٹک کر ''نہیں کہا'' کا ڈھونگ رچانے کی ناکام

کوشش کر رہے ہیں۔ اس عبارت میں مذکور کچھ جملوں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے قارئین کرام کی توجہ مرکوز درکار ہے:۔

- سب سے پہلے حضرت ابو طالب کا ذکر کیا اور یہ کہا کہ ان کو حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے نسبت ہے، اس لئے میں حضرت ابو طالب کو ہمیشہ لفظ ''حضرت'' کے ساتھ ہی ذکر کرتا ہوں۔ حالانکہ ان کا انتقال کفر کی حالت میں ہوا تھا۔ لیکن صرف حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے ساتھ جو نسبت تھی، اس نسبت کا لحاظ کرتے ہوئے انہیں کافر کے بجائے حضرت کہتا ہوں۔
- پھر حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے تعلق کا سبب بتا کر یہ لکھا کہ **حضور صلی اللہ تعالی علیہ وا لہ وصحبہ وسلم کے والدین کے بارے میں گفتگو کرنے کو بہت خطرناک سمجھتا ہوں''** اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ جس طرح حضرت ابو طالب کو کافر ہونے کے باوجود میں کافر کے بجائے ''حضرت'' کہتا ہوں۔ یہی معاملہ حضور اقدس کے ماں باپ کا ہے۔ وہ بھی کافر تھے مثل ابوطالب کے۔ لیکن ابوطالب کے مقابل حضور کے والدین کو کافر کہنا زیادہ خطرناک جانتا ہوں۔
- پھر ایک مثال دے کر اپنی بات کو باور کرانے کی کوشش میں تھانوی صاحب نے جو کہا ہے، اس سے ان کے دل کی کیفیت آشکار اور والدین کریمین کے متعلق ان کا اعتقاد عیاں ہو گیا ہے۔ تھانوی صاحب نے کہا کہ **''کسی کے والدین کو یہ کہنا کہ یہ بدمعاش کافر تھے، اس سے اولاد کو طبعی طور پر رنج ہوتا ہے، اس قاعدہ سے حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو بھی رنج ہوتا ہوگا''** تھانوی صاحب کی چوری خود انکے اقبال جرم ہی سے پکڑی گی۔ بقول شاعر:۔

دامن کو لیے ہاتھ میں کہتا تھا یہ قاتل
کب تک اسے دھویا کروں لالی نہیں جاتی

تھانوی صاحب مثال کے طور پر کہتے ہیں کہ اگر واقعی کسی کے ماں باپ کافر ہوں، پھر بھی ان کی اولاد کو ہم یہ نہیں کہیں گے کہ تمہارے ماں باپ بدمعاش کافر تھے۔ کیونکہ ایسا کہنے سے اولاد کو رنج ہوگا۔ اسی طرح ہم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حالانکہ وہ بھی کافر تھے، اس لئے کافر نہیں کہتے کہ ان کو لفظ کافر سے یاد کرنے سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ان کی اولاد ہونے کی وجہ سے رنج ہوگا۔

- تھانوی صاحب نے صراحۃً اقرار کرلیا ہے کہ **"ہم والدین کریمین کو کافر مانتے ہیں لیکن کافر کہتے نہیں"** کیونکہ ان کو کافر کہنے سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو رنج ہوگا یعنی تھانوی صاحب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ماں باپ کو کافر مانتے ہیں لیکن صرف حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قرابت ونسبت کی وجہ سے کافر نہیں کہتے۔

- عبارت کے آخر میں **"حضرت علیہ الصلوۃ والسلام کے والدین کے بارے میں بلاضرورت گفتگو کرنا، باعث تاذی رسول ہے"** یعنی حضور اقدس کے والدین کے بارے میں بلاضرورت گفتگو کرنا حضور اقدس کو ایذاء اور تکلیف پہنچانا ہے۔

اس عبارت میں **"گفتگو کرنا"** سے کیا مراد ہے؟ یہی مراد ہے کہ ان کو کافر کہنا۔ اور ان کو کافر کہنے سے حضور اقدس کو رنج ہوگا۔ اور کوئی دیگر گفتگو کرنے سے حضور اقدس کو رنج نہیں ہوگا۔ اگر والدین کریمین کے متعلق ایسی **"گفتگو کرنا"** کہ وہ کس

قوم کے تھے؟ کس خاندان کے تھے؟ ان کے آباؤ واجداد کس علاقے کے رہنے والے تھے؟ ان کا نسب نامہ کیا ہے؟ کب پیدا ہوئے اور کب انتقال ہوا؟ وغیرہ ان کی سوانح حیات، ان کی خاندانی، تعلیمی، سماجی، معاشی، ازدواجی، اقتصادی زندگی کے ضمن گھنٹوں بلکہ رات بھر ''گفتگو کرنا'' باعث تاذی رسول نہیں۔ تو جس گفتگو کرنے سے تاذی رسول کے جرم کا ارتکاب ہوتا ہے، وہ ہے **انہیں کافر کہہ کر گفتگو کرنا۔''**

⊙ ثابت ہوا کہ تھانوی صاحب بھی حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے والدین کریمین کو'' **کافر مانتے اور جانتے تھے مگر کہتے نہیں تھے۔''** اور حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے والدین کو کافر وہی مانتا ہے، جو نبی کا دشمن اور گستاخ ہے۔

''حضور اقدس کے والدین مؤمن تھے یا کافر؟ یہ سوال بقول تھانوی صاحب فضول باتوں میں سے ہے''

وہابی، دیوبندی اور تبلیغی جماعت کے حکیم الامت، **مولوی اشرفعلی تھانوی کی علمی صلاحیت** شیخی اور تعلّی میں وہابی دیوبندی جماعت کے متبعین غلو اور مبالغہ کرنے میں کوئی کسر نہیں اٹھار کھتے بلکہ خود تھانوی صاحب نے خود آرائی، نُخُوْت، گھمنڈ، غرور، شیخی اور خود ستائی سے کام لیتے ہوئے بڑی بڑی ڈینگیں ماری ہیں اور ہر سوال کا شافی و کافی جواب دینے کی بے مثل و مثال صلاحیت کے زعم میں رہ کر عجیب و غریب بکواسیں کی ہیں اور اپنی مجلس کے سامعین کا وقت برباد کیا ہے۔ اس پر طرفہ یہ ہے کہ تھانوی صاحب کے کچھ

خاص الخاص اوراسٹیل (Steel) کے چمچے تھانوی صاحب کی ایسی بیہودہ اور بے تکی بکواس کو انمول جواہرات کی حیثیت دے کر بطور ملفوظ ضبط کر کے لکھ لیتے تھے اور ان سڑیل ملفوظات کو کتابی شکل دے کر طباعت سے آراستہ کر کے صاف صفاف کاغذ کو بے مطلب سیاہ کر کے ضائع کرنے کی نادانی کرتے ہیں۔

تھانوی صاحب کے ملفوظات کی متعدد کتب کا جائزہ لینے سے یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ تھانوی صاحب نے لچر، لغو، پوچ، بیہودہ اور بے تکے سوالات کے لمبے لمبے جوابات دیے ہیں بلکہ بعض جوابات تو ایسے فحشیات پر مشتمل ہیں، جن کو پڑھنے والے کا سر مارے شرم کے جھک جاتا ہے۔ اس امر کی وضاحتی تفصیل کے لئے راقم الحروف کی تصنیف **''گستاخ رسول گروہ کے سیکسی ملا''** کا ضرور مطالعہ کریں۔

آیئے! تھانوی صاحب کا **حضور اقدس، رحمت عالم** صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے والدین کریمین کے ایمان کے تعلق سے پوچھے گئے سوال کا جواب دینے سے انکار اور ایسے اہم سوال کو فضول سوال کہہ کر جواب سے انحراف اور فرار کی کیفیت ملاحظہ فرمائیں:۔

> **''بے فائدہ سوال سے کیا نتیجہ؟ واقعہ۔ ایک شخص کا خط آیا تھا کہ حضور ﷺ کے والدین مومن تھے یا کافر اور جنت میں جائیں گے یا دوزخ میں؟ اس پر جواب دیا۔**
> **ارشاد: اس کی تحقیق سے تمہیں کیا فائدہ؟ (پھر حضرت نے فرمایا) اس پر لوگ مجھے بداخلاق کہتے ہیں، پھر میرے جواب بھیجنے کے بعد خطوط آتے ہیں کہ صاحب آپ نے جواب نہیں دیا۔ بہت خط آتے ہیں، ایسے (جن میں فضول باتیں دریافت کی جاتی ہیں) میں سب کا یہی جواب دیتا ہوں۔''**

حوالہ:۔

(۱) ''**حسن العزیز**'' **ناشر:۔** مکتبہ تالیفات اشرفیہ، تھانہ بھون، ضلع مظفرنگر(یو. پی.)

جلد: ۳، حصہ:۳، قسط: ۱۴، صفحہ:۷۲

(۲) ''**ملفوظات حکیم الامت**'' **ناشر:۔** ادارہ اشرفیہ، دیوبند۔(یو. پی.)، **جلد: ۱۹، صفحہ:۳۴۵**

(۳) ''حسن العزیز''، **ناشر:۔ مکتبہ تھانوی، دیوبند۔ سن طباعت ۲۰۱۴ء، جلد:۳، صفحہ:۱۵۴**

قارئین کرام غور فرمائیں۔ **حضور اقدس، رحمت عالم** صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے والدین کریمین کے ایمان و کفر کے تعلق سے پوچھے گئے اہم سوال کو تھانوی صاحب بے فائدہ سوال کہہ رہے ہیں بلکہ سائل سے خود سوال کرتے ہیں کہ ''**اس کی تحقیق سے تمہیں کیا فائدہ؟**'' یعنی تھانوی صاحب سوال پوچھنے والے کا فائدہ دیکھنے والے شفیق اور ہمدرد مجیب ہیں۔ یعنی تھانوی صاحب دینی مسائل کا جواب دیتے وقت اس امر کا بھی لحاظ کرتے تھے کہ سوال کے جواب میں بتائی گئی دینی بات سے سائل کی مذہبی معلومات میں اضافہ ہونے کے ساتھ ساتھ اس کا ذاتی اور نجی (**Essential / Parsonal**) فائدہ بھی ہے یا نہیں؟ واہ! کیا خود ستائی کی شیخی اور ڈینگ ہے۔ سائل کے ذاتی فائدے کا ہی اگر خیال اور اہتمام ہے، تو اللہ تعالیٰ کا ذکر میں لطف اور مزا محسوس نہ کرنے والے کو تھانوی صاحب ہرگز ایسا جواب نہ دیتے کہ جس کو پڑھنے اور پڑھ کر کسی کو سنانے میں شرم اور حیا سے زبان جامد (**Block**) ہو جائے۔ ہمارے اس دعویٰ کی دلیل ذیل میں ہے:۔

''ایک شخص نے مجھ سے کہا کہ ذکر میں مزہ نہیں آتا۔ میں نے کہا کہ مزا ذکر میں کہاں؟ مزا تو مذی میں ہوتا ہے۔ جو بیوی سے ملاعبت کے وقت خارج ہوتی ہے۔ یہاں کہاں مزا ڈھونڈتے پھرتے ہو۔''

حوالہ:۔

''**الافاضات الیومیہ من الافادات القومیہ**'' تھانوی صاحب کے ملفوظات کا مجموعہ۔ ناشر:۔ مکتبہ دانش، دیوبند، (یو۔ پی)، سن طباعت: ۱۹۸۹ء، **جلد:۳**، قسط:۱۳، **ملفوظ:۴۵۸**، **صفحہ نمبر:۹۳**، **مسلسل صفحہ نمبر:۳۱۷**

حوالہ نمبر:۲:۔ ایضاً۔

جدید ایڈیشن۔ سن طباعت: ۲۰۰۰ء، **جلد:۳**، حصہ:۶، **ملفوظ:۴۲**، **صفحہ نمبر:۳۵**

لطفِ ذکر اللہ کے لئے تھانوی صاحب کی مذکورہ فحش مثال یہ کوئی اتفاقیہ بات نہیں تھی کہ تھانوی صاحب کا موڈ (**Mood**) خراب تھا اور تھانوی صاحب نے خراب موڈ کے زیر اثر بے ہودہ بات کہہ دی۔ بلکہ تھانوی صاحب اس قسم کی فحش اور بے ہودہ مثالیں اپنی مجلس میں بیان کرنے کے عادی تھے۔ مذکورہ مثال ''**مزا تو مذی میں ہے، ذکر میں کہاں؟**'' والی بات تھانوی صاحب نے اپنی مجلس میں متعدد مرتبہ بیان کی ہے۔ صرف سات مہینہ کے عرصہ میں اپنی مندرجہ ذیل پانچ مجالس میں بیان کی ہے:۔

(۱) یکم رمضان المبارک ۱۳۵۰ھ۔ سنیچر بعد نماز ظہر کی مجلس میں۔

(۲) ۲۸/ رمضان المبارک ۱۳۵۰ھ۔ سنیچر بعد نماز فجر کی مجلس میں۔

(۳) ۲۲/ ربیع الثانی ۱۳۵۱ھ۔ سنیچر بعد نماز ظہر کی مجلس میں۔

(۴) ۳۰ ؍ جمادی الاولیٰ ۱۳۵۱ھ۔ سنیچر بعد نماز ظہر کی مجلس میں۔

(۴) ۱۱ ؍ جمادی الثانی ۱۳۵۱ھ۔ جمعرات صبح کے وقت کی مجلس میں۔

ایسی فحش مثالیں کہتے وقت تھانوی صاحب نے سائل سے کبھی نہیں پوچھا کہ **''اس کی تحقیق سے تمہیں کیا فائدہ؟''** لیکن حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے والدین کے ایمان کے سوال کے وقت سائل سے ضرور پوچھا۔ بقول تھانوی صاحب **''کیا فائدہ؟''** میں کہتا ہوں: ہاں! بڑا فائدہ = اور وہ یہ کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے والدین کریمین یقیناً مسلمان تھے۔ اگر سائل نے غفلت اور بے علمی کی وجہ سے انہیں کافر کہہ دیا، تو کتنے بڑے گناہ کا مرتکب ہوا، وہ دیکھو۔ حدیث شریف میں ہے کہ **''اگر کسی نے کسی مسلمان کو کافر کہا، تو دونوں میں سے ایک ضرور کافر ہے، جس کو کافر کہا گیا ہے، اس سے اگر کوئی کفر سرزد ہوا ہے، تو وہ کافر ہے۔ اگر ایسا نہیں بلکہ اس کو غلط اور الزام کے طور پر کافر کہا گیا ہے، تو اسے کافر کہنے والا خود کافر ہے۔''**

لہذا ! والدین کریمین کہ جو بے شک موحد اور مومن تھے۔ شرک اور کفر کی کسی بھی کوئی گندگی کے ارتکاب سے محفوظ، پاک، صاف اور منزہ تھے۔ انہیں اگر کوئی بد بخت اپنی شقاوت قلبی کی وجہ سے کافر کہے گا، تو خود کافر ہو جائے گا اور اور کافر ہونے کے ساتھ ساتھ رسول اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی ایذاء رسائی کا بھی مجرم ہوگا۔ لہذا سوال پوچھنے والا اپنے سب سے بڑے فائدے یعنی اپنے ایمان کے تحفظ کے فائدے کے لئے سوال پوچھ رہا ہے تا کہ اس سے والدین کریمین کو کافر کہنے کی غلطی سرزد نہ ہو جائے۔

لیکن **وہابیوں کے جاہل مجدد تھانوی صاحب** ایسے اہم سوال کو فضول سوال بلکہ

بے فائدہ سوال کہہ کر سائل کو ڈانٹ رہے ہیں کہ اس سوال میں **"تمہارا کیا فائدہ ہے؟"** یہ جملہ بول کر تھانوی صاحب سوال کا جواب دینے سے اپنی جان چھڑا رہے ہیں۔ لہذا سوال کا جواب دینے کے بجائے ٹالنے کے لئے اس اہم سوال کو بے فائدہ اور فضول سوال کہہ رہے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ تھانوی صاحب جان بوجھ کر اور قصداً اس سوال کا جواب نہیں دینا چاہتے تھے۔ کیونکہ جواب دینے سے ان کی اصلیت اور باطنی کیفیت کی حقیقت منکشف ہو جاتی تھی۔

⊙ اگر یہ جواب دیتے ہیں کہ **"مومن تھے اور جنت میں جائیں گے"** تو تھانوی صاحب اور ان کی جماعت یعنی وہابی دیوبندی فرقے کے عقیدے کے خلاف جواب ہوتا تھا۔ کیونکہ وہابی دیوبندی عقائد میں **حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے والدین کریمین کافر تھے۔** جیسا کہ مولوی رشید احمد گنگوہی نے **"فتاویٰ رشیدیہ"** صفحہ نمبر: ۱۰۴ پر والدین کریمین کے متعلق فتوی دیا ہے کہ "ان کا انتقال حالت کفر میں ہوا ہے۔" لہذا، تھانوی صاحب میں اتنی ہمت، جرأت، شجاعت اور حق گوئی کی حقانیت نہیں تھی کہ وہ اس سوال کا سچا اور درست جواب دیں کہ والدین کریمین مؤمن اور جنتی ہیں۔

⊙ اگر تھانوی صاحب یہ جواب دیتے ہیں کہ **"کافر تھے اور دوزخ میں جائیں گے"** (معاذ اللہ) تو سواد اعظم، اہلسنت والجماعت اور ملت اسلامیہ کے ائمہ محققین، مجتہدین، اور مستنبطین کے اتفاق و اجماع کے خلاف جواب ہوتا تھا۔ لیکن اس خلاف ہونے سے تھانوی صاحب اتنے زیادہ خوفزدہ نہ تھے، جتنے

خوفزدہ اپنی قلعی کھل جانے سے تھے۔ تھانوی صاحب اپنی حقیقت اور اصلیت کوظاہروعیاں نہیں ہونے دینا چاہتے تھے۔اگرتھانوی صاحب کا بھی موقف والدین کریمین کے تعلق سے کافراور دوزخی ہونے کا ہے، یہ بات سب کومعلوم ہوجاتی،تو تھانوی صاحب پرملت اسلامیہ کےاہل ایمان اورمحبین رسول مؤمنین کی لتاڑ پڑتی۔ ہر طرف سے لعنت ملامت اور پھٹکار کے تازیانے برستے۔

لہذا.... تھانوی صاحب نے سوال کا جواب نہ دینے میں ہی اپنی خیریت اور عافیت سمجھی۔ یہ کہتے ہوئے بھی ڈرمحسوس ہوا کہ **میں اس سوال کا جواب نہیں دے سکتا**۔ لہذا اپنے لاجواب ہونے کا سہرا سائل کے سر پر باندھتے ہوئے یہ کہہ کر جواب ٹال دیا کہ بے فائدہ اورفضول سوال ہے۔تھانوی صاحب کی حالت"سانپ کے منہ میں چھچھوندر۔ **نگلے تواندھا، اگلے توکوڑھی**" جیسی ہوکررہ گئی تھی۔تھانوی صاحب اپنی ناموری کا **بھرم کھولنا** نہیں چاہتے تھے۔اپنی بند مٹھی کوکھول کراپنے بھرم کی **مٹی خراب کرنا** نہیں چاہتے تھے۔لہذاانہوں نے سوال کا جواب نہ دینے کی ذمہ داری سائل کے سرپر یہ کہہ کرتھوپ دی کہ **اس کی تحقیق سے تمہیں کیافائدہ ؟**۔

اس عبارت میں تھانوی صاحب کے تیور دیکھو۔ ترش روئی، تلخ مجازی، بداخلاقی، بدتمیزی بلکہ بے شرمی کے تمام جلوے عیاں رخی سے نمودار ہورہے ہیں۔تھانوی صاحب اپنی لاجوابی کے عجز کااعتراف کرنے کے بجائے **چوری اورچترائی** کارویہ اپناتے ہوئے **چوری اورسینہ زوری** والی مثل کے مصداق بنتے ہوئے کہتے ہیں

کہ **''اس پر لوگ مجھے بداخلاق کہتے ہیں۔''** تو پھر آپ ہی بتائیں تھانوی جی! آپ کو کیا کہیں؟ اخلاق اور تہذیب سے تم کو دور کا واسطہ بھی نہیں۔ تمیز اور سلیقہ کس چیز کا نام ہے؟ وہ آپ جانتے ہی نہیں۔ تواضع، انکساری، خندہ پیشانی، نرمی، مواعظ حسنہ اور خاکساری و فروتنی سے آپ کو کوئی مطلب ہی نہیں۔ اتنے سارے گن، ہنر، لچھّن اور خصائص آپ میں کوٹ کوٹ کر بھرے پڑے ہیں۔ آپ ہی بتاؤ نہ؟ آپ کو کیا کہیں؟ مکار کہیں؟ فریبی کہیں؟ دھوکہ باز کہیں؟

عبارت کے آخر میں تھانوی صاحب کہتے ہیں کہ **''میں سب کا یہی جواب دیتا ہوں''** ٹھیک ہے۔ آپ کو اور آتا بھی کیا ہے؟ **مجدد کے منصب پر جست (Jump) لگا کر چڑھ بیٹھے۔** لیکن تھے انگوٹھا چھاپ۔ تھانوی صاحب کی بداخلاقی، دھوکہ بازی اور بدگمانی کے مستقل عنوانات مقرر کر کے **''دھماکہ''** کتاب کے عنوان نمبر: ۴۷، ۴۸ اور ۴۹ کے طور پر مرقوم ہیں۔
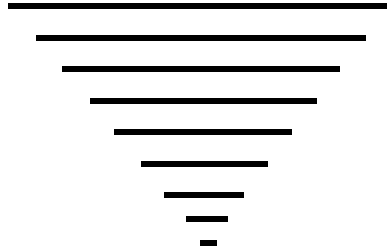
ماٰخذ و مراجع

نمبر	اسمائے کتب	اسمائے مصنفین، مترجمین، مفسرین، مؤلفین
۱	قرآن مجید	اللہ تعالیٰ کا مقدس کلام۔
۲	مصنف عبدالرزاق (عربی)	محدث عبدالرزاق ابوبکر بن ہمام۔ (المتوفیٰ سنہ ۲۱۱ھ)
۳	شرح زرقانی (عربی)	محمد بن عبدالباقی زرقانی (المتوفیٰ سنہ ۱۱۲۲ھ)
۴	الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ	امام قاضی عیاض اندلسی۔ (المتوفیٰ سنہ ۵۴۴ھ)
۵	فتاویٰ رشیدیہ (اردو)	مولوی رشید احمد گنگوہی۔ (وہابی)
۶	دلائل النبوۃ (عربی)	احمد بن حسین خراسانی۔ (المتوفیٰ سنہ ۴۵۸ھ)
۷	افضل القریٰ (عربی)	امام احمد بن محمد بن حجر مکی۔ (المتوفیٰ سنہ ۹۷۴ھ)
۸	تاریخ الخمیس (عربی)	حسین بن محمد دریا بکری۔ (المتوفیٰ سنہ ۹۶۶ھ)
۹	المواھب اللدنیہ (عربی)	احمد بن محمد قسطلانی۔ (المتوفیٰ سنہ ۹۲۳ھ)
۱۰	الکلام الحسن (اردو)	تھانوی صاحب کے ملفوظات کا مجموعہ (وہابی)
۱۱	حسن العزیز۔ جلد:۳ (اردو)	خواجہ عزیز الحسن غوری (وہابی)
۱۲	الافاضات الیومیہ۔ جلد:۳ (اردو)	تھانوی صاحب کے ملفوظات کا مجموعہ (وہابی)
۱۳	ملفوظات حکیم الامت۔ جلد:۱۹ (اردو)	تھانوی صاحب کے ملفوظات کا مجموعہ (وہابی)

حضوراقدس، جانِ ایمان ﷺ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ خاتون رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مزارِ اقدس۔ (بمقام:۔ ابواشریف-Abwa)

◆ ابواءشریف کا ملک حجاز کے نقشہ میں وقوع پذیر ہونا حسب ذیل ہے:۔
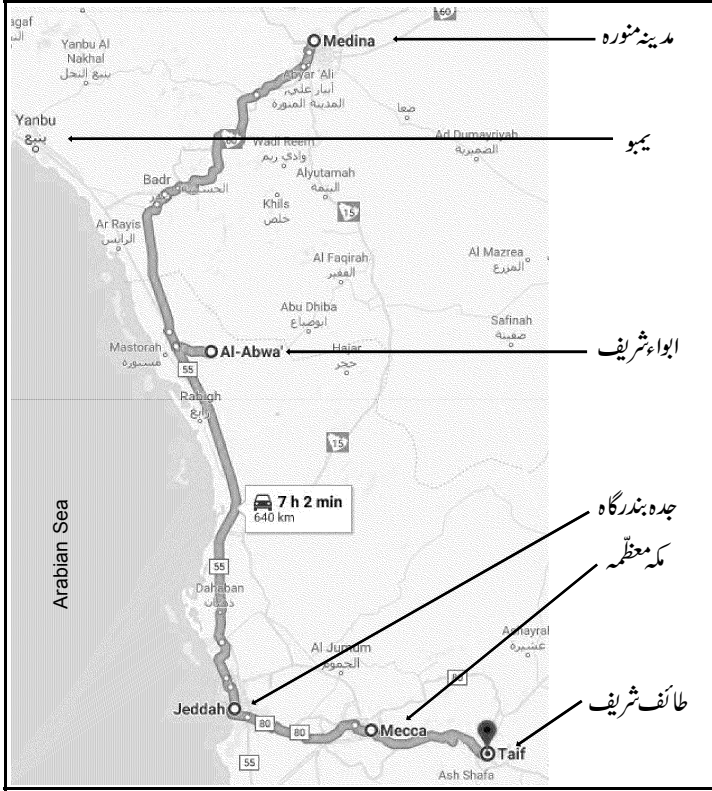
◆ ابواءشریف سے ملک حجاز کے اہم مقامات کا فاصلہ:۔

- **Jiddah Port** ——→ **218 K.M.**
- **Makkah Moazzama** ——→ **274 K.M.**
- **Madinah Munawwarah** ——→ **253 K.M.**
- **Yambu** ——→ **148 K.M.**
- **Taif Shareef** ——→ **359 K.M.**

- کیا کسی کلمہ گو کو اس کے کفری ارتکاب کی وجہ سے کافر کہہ سکتے ہیں؟
- مسلمانوں پر کفر و شرک کے فتوے کی ابتدا کس نے کی؟
- محمد بن عبدالوہاب نجدی نے کس بے دردی سے مؤمنین پر کفر کے فتوے صادر کیئے؟
- علماء حرمین شریفین نے علماء دیوبند پر کفر کے فتوے کیوں نافذ فرمائے؟
- کفر کا فتوی دینے میں امام احمد رضاؔ نے کتنے سال تحمل اور اتمام حجت فرمایا؟
- ان جیسے تمام سوالوں کا جواب دلائل کے ساتھ حاصل کرنے کے لئے تاریخی دستاویز کا مطالعہ کریں:۔
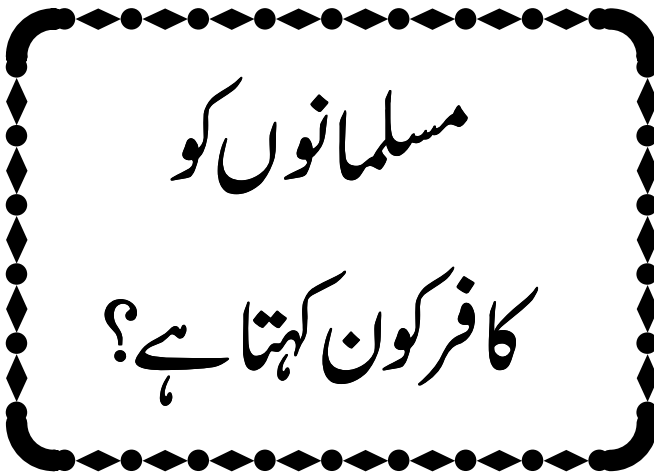
ناشر:۔ مرکز اہلسنت برکات رضا، امام احمد رضا روڈ، پور بندر (گجرات)

- کیا اعلیٰ حضرت اور مولوی اشرف علی تھانوی نے ایک ساتھ دارالعلوم دیوبند میں پڑھا تھا؟
- دارالعلوم دیوبند کب قائم ہوا اور اس میں مطبخ کا انتظام کب سے ہوا؟
- کیا آپ کو مولوی اشرف علی تھانوی کی بچپن کی شرارتیں معلوم ہیں؟
- جس وقت مولوی اشرف علی تھانوی دیوبند میں تعلیم حاصل کر رہے تھے، اس وقت تک اعلیٰ حضرت نے کتنے جواہر پارے قوم کو عطا فرمائے؟
- اعلیٰ حضرت اور مولوی اشرف علی تھانوی میں کیا مطابقت ہے؟
- ان تمام سوالوں کا جوابات دلائل کے ساتھ حاصل کرنے کے لئے مطالعہ کریں:۔
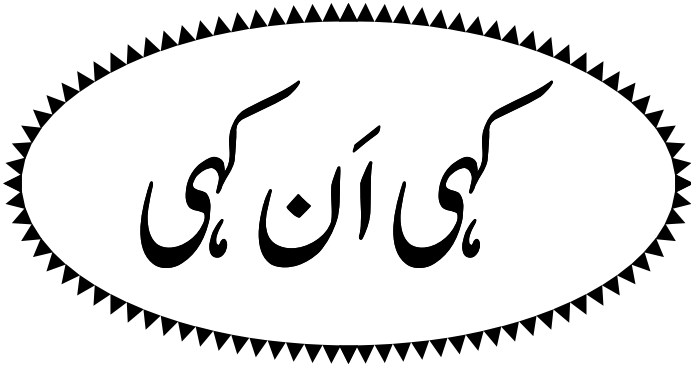
- کیا خدا جھوٹ بول سکتا ہے؟
- کیا جھوٹ عیب نہیں ہے؟
- اللہ تعالیٰ کو عیب دار ماننا کیسا؟
- کیا کوئی مسلمان ایسا سوچ سکتا ہے؟
- خدا کا جھوٹ بولنا ممکن کون لوگ مانتے ہیں؟
- امکان کذب کے لئے خلف وعید کی غلط تاویل مدلل رد۔
- قرآن وحدیث کی روشنی میں ان تمام نکات کے جواب پائیں:۔

ناشر:۔ مرکز اہلسنت برکات رضا، امام احمد رضا روڈ، پور بندر (گجرات)

- کیا اللہ تعالیٰ ہنسی کرتا ہے؟
- کیا اللہ تعالیٰ دھوکہ دے سکتا ہے؟
- کیا اللہ تعالیٰ بھول جاتا ہے؟
- کیا خدا تعالیٰ کسی کے مشورہ کا محتاج ہے؟
- اللہ تعالیٰ کا ہندی ترجمہ ''من موہن'' ہے؟
- اس طرح کی خرافات بکنے والے علماء دیوبند کو بے نقاب کرنے والی لاجواب کتاب:۔

اللہ تعالیٰ کی شان میں توہین۔

ناشر:۔ مرکز اہلسنت برکات رضا، امام احمد رضا روڈ، پور بندر (گجرات)